إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ایک اوقت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۹ | مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۴ صفر ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

دار الامان میں خدا کے فضل سے خیر و عافیت ہے ۔

دعوت و تبلیغ کا پہلا وفد جس میں مولوی عبد الرحیم صاحب نیر اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل ہیں ۔ یکم ستمبر کو اپنے تبلیغی دورہ پر روانہ ہو گیا ۔

۲۹ ۔ ۳۰ اگست کی درمیانی رات ایک ہندو کی دکان کا تالا چور توڑنے لگے ۔ کہ ایک احمدی دوکاندار کو خبر ہو گئی جس نے چوروں کے پکڑنے کی کوشش کی ۔ اور ایک کو پکڑ بھی لیا ۔ مگر کسی اور شخص کے امداد کے لئے نہ پہنچنے کی وجہ سے دوسرے چور نے لاٹھی سے حملہ کر کے اپنے ساتھی کو چھڑا لیا ۔ اور دونوں بھاگ گئے ۔ تاہم ان سے نقب زنی کے اوزار اور ایک پگڑی چھین لی گئی ۔

اس ہفتہ بھی اچھی بارش ہو گئی ۔

مفتی محمد صادق صاحب کو مرض حرقت البول کی وجہ سے سخت تکلیف ہے ۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ڈلہوزی میں

۲۶ اگست ۱۹۲۶ء ۔ دن بھر طبیعت اچھی رہی ۔ مگر ظہر کے قریب سر درد کی تکلیف ہو گئی ۔ اور شام کے قریب سیر کے بعد حرارت بھی ہو گئی ۔

۲۷ اگست ۔ شام کو سر درد کی پھر شکایت ہو گئی ۔

۲۸ اگست ۔ بھی طبیعت ناساز رہی ۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

۲۹ اگست ۔ حضرت اقدس کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

خاکسار حشمت اللہ ۔ ۳۰ اگست ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

جو احباب کرام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھنا چاہیں ۔ وہ تا اطلاع ثانی حسب ذیل پتہ پر لکھا کریں ۔

"پورٹ لینڈ ہال ۔ ڈلہوزی ۔ ضلع گورداسپور"

قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے حضور کو دیر سے خط پہنچتا ہے اس لئے براہ راست مندرجہ بالا پتہ پر لکھنا چاہیئے ۔

اخبار احمدیہ

تبلیغی سکرٹریوں کو ہدایات

انفرادی تبلیغ میں کامیابی کے لئے بہت ضروری ہے کہ تبلیغی سکرٹری صاحب احمدی احباب کے گھروں میں جاکر علیحدہ طور پر ان سے ملاقات کریں اور ان کو تبلیغ کے لئے ابھاریں۔ ہر ایک دوست کے دل میں یہ خیال ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقصد لیکر آئے تھے جس کا پورا کرنا ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ درحقیقت ہر ایک احمدی حضور کے وفات پانے کے بعد آپ کا خلیفہ ہے۔ اس لئے ہم تمام کا فرض ہے کہ اس مقصد کو تمام قرب وجوار میں پھیلائیں۔ جب تک اس بات کو پوری طرح عمل میں نہیں کیا جائیگا۔ کامیابی محال ہے۔ یہ خیال کرنا کہ دوسرے لوگ یہ کام کر رہے ہیں۔ انسان کو سست بنا دیتا ہے اور ایک مہلک غلطی میں ڈالدیتا ہے۔ انفرادی تبلیغ جیسا کہ جسمانی طور پر آسان معلوم ہوتی ہے۔ ویسے ہی ذہنی طور پر نہایت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں ایسی پابندیاں ہیں۔ کہ جب تک انسان ہر ایک سستی اور کسل کو ترک نہ کرے۔ کام باقاعدگی سے نہیں ہو سکتا۔ میں نے احباب کی رضامندی سے حضور اس لئے کی ہے کہ تبلیغی سکرٹری صاحبان لوگوں کو گھروں میں جاکر علیحدہ علیحدہ تاکید کریں۔ اور ایسا انتظام کریں کہ ہر ہفتہ کم از کم تین آدمیوں کو تبلیغ کے لئے تیار کر دینگے پھر ان کو وقتاً فوقتاً یاد دہانی بھی کرتے رہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ضروری ہے کہ ایک یاد دہانی کے بعد کوئی نہ کوئی ایسا کام کیا جائے۔ جس سے عام پبلک کی توجہ جماعت کی طرف لگی رہے۔ اور یہ کام جلسوں مباحثوں اور اشاعت اشتہارات ہی سے ممکن ہے۔

خاکسار فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت وتبلیغ

محصلین کے متعلق اعلان

یکم ستمبر ۱۹۲۶ء سے منشی عبد السمیع صاحب ضلع فیروز پور اور چودھری غلام محمد صاحب امرتسری ضلع لاہور اور ضلع امرتسر اور مرزا برکت علی صاحب ریاست نابھہ۔ جیند میں بطور محصل کے کام کرینگے۔ ان ریاستوں میں مولوی محمد علی صاحب بھی کام کرتے ہیں۔

محمد اشرف۔ قائمقام ناظر بیت المال

نظم

بیاد محبوب سبحانی حضرت خلیفہ ثانی

از منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی

وائے قسمت تازہ حیرانی ہے حیرانی کے ساتھ ہے پریشانی نئی میری پریشانی کے ساتھ
مل گئی خود رفتگی جو عقل دیوانی کے ساتھ میری دانائی عیاں ہوتی ہے نادانی کے ساتھ
ہوں میں مجنوں گو نہیں وحشت زدہ صحرا نورد با ادب وارفتگی ہے وضع انسانی کے ساتھ
دل بہجوم حسرت وغم سے جو ہے ماتم سرا ہر بیاں رنگیں ہے میرا مرثیہ خوانی کے ساتھ
کرتی ہے دیوانہ مجھ کو ابر میں زنجیر برق جب چمک بجلی کی ٹکراتی ہے پیشانی کے ساتھ
موسم برسات۔ تنہائی۔ جدائی یار کی ہر طرف کالی گھٹا شب ہائے طولانی کے ساتھ
دشمنی غیب کے احساس سے اُن کا در ملا میزباں لیکن وہی فرقت ہے مہمانی کے ساتھ
میں اِدھر در پر رہا وہ سیر کو نکلے اُدھر رکھ گئی مہجوریٔ تقدیر دربانی کے ساتھ
کرکے ناقابل نکالا گو وطن کی قید نے غم ہے لیکن پاسباں جیسے کہ زندانی کے ساتھ
عید ہو جائے جو اُن کی راہ میں یوں ذبح ہوں حسرت وارماں ہوں قرباں میری قربانی کے ساتھ
جب ہائی پائے یارب طائر روح حیات ہو نثار قصر جاناں اُڑ کے جولانی کے ساتھ
دن ہے کہنے کو وہی ہر رات بھی پہلی سی رات کیوں نہیں شمس وقمر اس لمع نورانی کے ساتھ
ہے بہار باغ میں غیریت افسردگی ہے کہاں شاخوں کی جنبش ذوق وجدانی کے ساتھ
ہے جو پھولوں پر اداسی رنگ بھی پھیکا سا ہے روح نکہت اُڑ گئی کیا روح حیوانی کے ساتھ
اے صبا مجھ خستہ جاں کا بھی یہ لیجانا پیام کام میرا بھی ذرا کرنا مگس رانی کے ساتھ
اُس شہ خوباں سے کہنا با ادب بعد از سلام تم رہو شاداں ہمیشہ فضل یزدانی کے ساتھ
حسن روز افزوں تمہارا تا ابد قائم رہے ہو ظہور حسن واحساں شان ربانی کے ساتھ
یاد آتی ہے بہت جنبش لب جاں بخش کی پھر وہ باتوں کی حلاوت نکتۂ عرفانی کے ساتھ
وہ فصاحت میں بلاغت کی فلک پروازیاں اُسپہ استدلال وہ آیات قرآنی کے ساتھ
بیکسی فلسفہ عجز تہی دستی عقل غلبۂ تعلیم قرآں۔ زور ایمانی کے ساتھ
رہ کے دنیا میں الگ رہ کر دکھانا مرحبا لاجرم رنگ بقا ہے ہستی فانی کے ساتھ
بجھ نہ جائے جوش گریہ سے کہیں شمع حیات لو خبر للہ جلدی آگ ہے پانی کے ساتھ
مدح خواں جاناں کا ہے۔ اللہ بس باقی ہوس قادیانی کب سخن گو ہے سخندانی کے ساتھ

ضرورت معلم

ہمیں علاقہ آگرہ کے ایک سکول میں ایک احمدی ٹیچر کی ضرورت ہے۔ جو میٹرک ہونے کے علاوہ صاحب تجربہ بھی ہو۔ اور احمدیہ لٹریچر سے بخوبی واقف ہو۔ محکمہ تعلیم سے پنشن یافتہ صاحب کو ترجیح دی جائیگی۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے۔ خواہشمند احباب بہت جلد درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ ارسال کریں۔ درخواست پر تصدیق سکرٹری جماعت یا امیر جماعت کی ہو تو بہتر ہے۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت وتبلیغ۔

بنی اسرائیل کے تعلق کا کشمیر سے ایک اور ثبوت

سری نگر جو سرک بارہ مولا کی طرف جاتی ہے اس پر سری نگر سے ساڑھے سات میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ جس کا نام لاوی پورہ ہے۔ اور لاوی بنی یعقوب میں سے ہے۔ یہاں یہود نہیں بستے۔ لیکن یہ نام کچھ معنی رکھتا ہے۔ یہ گاؤں معمولی نہیں بہت بڑا گاؤں ہے۔ والسلام۔

حافظ روشن علی۔ سری نگر کشمیر

گمشدہ کی تلاش

منظور احمد باشندہ یوپی جو کہ کراچی میں تقریباً بیس برس رہ چکا ہے ۱۹۲۳ء ہیں انجمن احمدیہ بمبئی میں مقیم تھا۔ اس کا کوئی پتہ نہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو اس کا علم ہو تو براہ مہربانی پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ بی احمد ولد قلندر خان گڈس کلرک۔ بندر گڈس آفس۔ این ڈبلیو ریلوے کراچی

درخواست دعا

عاجز کی لڑکی ایک سال سے بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد حسن احمدی از برنالہ (۲) میری اہلیہ عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار مبتلا ہے اور کھانسی بھی سخت ہے۔ صحت کلی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ نیز ذاتی کاروبار میں بھی ایک مشکل درپیش ہے۔ اس کے دفعیہ کے لئے بھی دعا کی جائے۔ خاکسار محمد ثناء اللہ نظامی۔ الحضور۔

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

یوم جمعہ - قادیان دار الامان - مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا تازہ نشان

سعد اللہ لدھانوی کے ابتر ہونے کی پیشگوئی کا کامل ظہور

(نمبر ۲)

سعد اللہ لدھانوی کی بدزبانیوں۔ شرارتوں۔ ایذا رسانیوں اور سب سے بڑھکر سلسلہ احمدیہ کے مٹنے اور تباہ ہونے کی پیشگوئی کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے متعلق جو خبر دی گئی۔ اس کے دو پہلو تھے۔ ایک تو سعد اللہ کی اپنی ذات کے متعلق۔ اور دوسرا اس کی نسل کے متعلق۔ اور یہ دونوں پہلو ایسے تھے جن تک کسی انسان کے وہم اور قیاس کی ہرگز رسائی نہ ہو سکتی تھی کیونکہ ظاہری حالات اور واقعات بالکل خلاف تھے۔ مثلاً اس کی ذات کے متعلق یہ پیشگوئی تھی۔ کہ وہ زخم کرنیوالے طاعون سے ہلاک ہوگا۔ مگر جس وقت یہ کہا گیا۔ اس وقت سارے ملک میں کہیں طاعون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ پھر اس کے ابتر ہونے کی خبر ایسی حالت میں دی گئی۔ جب کہ اس کے ہاں کئی ایک بچے پیدا ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل ہی نہ تھا۔ اس لئے اس کے ظاہری حالات دیکھ کر یہ اعلان کر دیا گیا۔ کہ وہ ابتر ہوگا اور اس کی آئندہ نسل نہ چلیگی۔ بلکہ ظاہری حالات بالکل اس کے مخالف تھے ٭

ایسی حالت میں اس کے ابتر ہونے کی پیشگوئی شائع کرنا صاف بتاتا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کے قیاس یا قیافہ کو قطعاً دخل نہ تھا۔ اور نہ کسی انسانی دماغ میں یہ بات آ سکتی تھی کہ ایک ایسا شخص جس کے ہاں اولاد پیدا ہو چکی ہو۔ جس کی وہی بیوی موجود ہو۔ جس سے کئی بچے پیدا ہو سکے ہوں۔ جس کا ایک لڑکا زندہ موجود بھی ہو۔ جو تندرست اور ہٹا کٹا ہو۔ اس کے آئندہ کوئی اولاد نہ ہوگی۔ اور اس کی نسل بالکل منقطع ہو جائیگی ٭

اس بات کا علم سوائے اس قادر مطلق ہستی کے جو بڑے بڑے خاندانوں اور کثیر التعداد گھرانوں کو ایک پل میں تباہ و برباد کر دیتا۔ اور ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ان کا نام و نشان مٹا دیتا ہے۔ اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اسی ہستی سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سعد اللہ کے ابتر ہونے کی پیشگوئی ایسی حالت میں شائع فرمائی۔ جبکہ ظاہری اسباب اس کے قطعاً خلاف تھے ٭

ظاہری اسباب اور حالات کا اس پیشگوئی کے خلاف ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ خود سعد اللہ بھی اپنے متعلق یا اپنی بیوی کے متعلق یہ نہ سمجھتا تھا۔ کہ وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں۔ بلکہ اس نے پیشگوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے اور اس کے وبال سے بچنے کے لئے جہاں ظاہری سعی اور کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ وہاں اپنی ابتر حالت پیش کر کے خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں دعائیں بھی کرتا رہا۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک نظم میں لکھا:۔

"جگر گوشہ ہا دادی اے بے نیاز
ولے چند زاں ہا گرفتی تو باز

دل من بنعم البدل شاد کن
بلطف از غم و غصہ آزاد کن

ز ازواج و اولاد مے آ ذو المنن
بود ہر یکے قرۃ العین من

جگر پارہا ئے کہ رفتند پیش
ز مہجوری شاں دلم ریش ریش"

ان دردناک اشعار سے اس تمنا اور خواہش کا بخوبی پتہ لگ سکتا ہے۔ جو سعد اللہ کے دل میں اولاد پیدا ہونے کے متعلق تھی۔ لیکن جہاں خدا تعالیٰ نے اسے ظاہری اسباب میں ناکامی اور نامرادی سے ہمکنار کیا۔ وہاں اس کی دعاؤں اور التجاؤں کو بھی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق بنا دیا۔ اور پیشگوئی کے بعد ۱۲ سال کے طویل عرصہ میں جو سعد اللہ کو ہر رنگ اور ہر طریق سے اپنے ابتر ہونے کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے ملا۔ اس کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی ٭

آخر جنوری ۱۹۰۷ء میں سعد اللہ چند گھنٹے میں نمونیا پلیگ سے ہلاک ہو گیا۔ اور اس طرح جہاں وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جو زخم کرنے والی طاعون کے ذریعہ اس کے ہلاک ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی۔ وہاں ابتر ہونے کی پیشگوئی کا بھی پورا پورا مصداق بنکر خدا تعالیٰ کے قہر سے ڈرنے والوں کے لئے سامان عبرت چھوڑ گیا۔

بارہ سال کا طویل عرصہ اُسے ملا۔ کہ وہ اس پیشگوئی کو اگر ٹال سکتا ہے۔ تو ٹال دے۔ پھر اس کی زندگی میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں تک لکھ دیا:۔

"سعد اللہ پر فرض ہے۔ کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے یا تو اپنے گھر اولاد پیدا کر کے دکھلاوے۔ اور یا پہلے لڑکے کی شادی کر کے اولاد حاصل کرا کر اس کی مردمی ثابت کرے۔ اور یاد رکھے۔ کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اس کو ہرگز حاصل نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے۔ اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو۔ وہ ابتر ہی مریگا" ٭

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۴ نوشتہ ۱۹۰۶ء)

لیکن باوجود اس قدر غیرت دلانے والے الفاظ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قدر تحدی کے ساتھ اپنی پیشگوئی کو پیش کرنے کے سعد اللہ کچھ بھی نہ کر سکا اور اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرتا ہوا دنیا سے ابتر گذر گیا ٭

ابتر کے ان تمام معنوں کا کہ اُسکی نسل منقطع ہو جائے سعد اللہ پورا پورا مصداق تو بنا ہی تھا۔ لیکن یہ لفظ اور بھی کئی معنوں کے لحاظ سے اس پر صادق آیا۔ مثلاً لسان العرب میں ابتر مفلس کو بھی کہتے ہیں۔ اور اس شخص کو بھی جو خسارہ میں ہو۔ یعنی اپنے مقصد اور آرزو میں کامیاب نہ ہو ٭

اس لحاظ سے سعد اللہ کی جو حالت ہوئی۔ وہ بھی نہایت عبرت انگیز ہے۔ کجا تو وہ وقت کہ مسلمانوں میں خاص شہرت اور وقعت رکھتا تھا۔ اور اپنے آپ کو اسلام کا سب سے بڑا خدمتگذار سمجھتا تھا۔ اور کجا یہ حالت کہ پادریوں کے ہاں اس نے ملازمت اختیار کر لی۔ جو ہر وقت اسلام کی توہین کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اس طرح وہ ذلت کی زندگی اختیار کر کے اس خیر و برکت سے محروم ہو گیا۔ جو ایک غیرت مند مسلمان

کے حصہ میں آتی ہے ؂

پھر وہ اپنے مقاصد اور آرزوؤں میں جس طرح ناکام و نامراد رہا۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ آخری وقت تک باوجود ہر قسم کی کوشش کرنے کے اس کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ اور اس بارے میں اس کی آہ و زاری۔ گریہ و بکا بالکل فضول ثابت ہوئی۔ پھر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت کا خواہاں تھا۔ اپنی نظم و نثر میں اس کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ سلسلہ کی تباہی و بربادی کا دل و جان سے متمنی تھا۔ مگر ان میں سے کوئی بات بھی اسے حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عزت اور بڑائی دی۔ اور آپ کے قائم کردہ سلسلہ کو ترقی اور وسعت دی۔ اس کے لئے زندگی میں ہی موت کی تلخی پیدا کر دی۔ وہ جب ایک طرف اپنی ناکامی اور نامرادی دیکھتا۔ اپنی ذلت اور رسوائی ملاحظہ کرتا۔ اولاد سے محرومی کی طرف اس کا خیال جاتا اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر قسم کی ترقی اور عظمت کی اطلاعیں سنتا۔ تو اس کے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا اور وہ انگاروں میں لوٹنے لگتا۔ آخر اسی جلن میں وہ اس دنیا سے کوچ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان بن گیا ؂

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں سعد اللہ کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اس کی نسل منقطع ہو جائیگی۔ اور وہ اپنے مقاصد اور تمناؤں میں خائب و خاسر رہے گا۔ وہاں اس کے مقابلہ میں اپنی ترقی کی بھی خبر دی تھی۔ چنانچہ فرمایا تھا۔

"سعد اللہ جو مجھے ابتر کہتا ہے۔ اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں ہو گا"

اس کلام کو پورے ہوتے سعد اللہ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا اور اب ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اولاد کو کس قدر بڑھایا اور کتنا بڑھا رہا ہے۔ اور برکات کا سلسلہ بھی کس شان کے ساتھ جاری ہے۔ دنیا کے دور دراز کناروں تک آپ کا نام پہنچ گیا۔ لاکھوں انسان آپ کے جھنڈے کے نیچے آ گئے۔ کروڑوں روپیہ آپ کا سلسلہ خدمت اسلام کے لئے صرف کر چکا اور کر رہا ہے۔ آپ کے نام پر جانیں قربان کرنیوالے پیدا ہو گئے۔ پس اس پیشگوئی کا یہ پہلو نہایت ہی شاندار طریق سے پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھیں۔ اور جن کے دل ہیں۔ وہ سوچیں۔ کہ اس سے بڑھ کر ایک مدعی ماموریت کی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے ؂

سعد اللہ کے ہاں جب پیشگوئی کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر مر گیا۔ تو گویا اس کے ابتر ہونے کا نہایت صاف اور واضح ثبوت تھا۔ لیکن مخالفین نے کہا کہ اس کا ایک لڑکا موجود ہے (یہ پیشگوئی سے پہلے کا تھا) جس کی شادی ہونیوالی ہے۔ اسکے ہاں اولاد ہو گی۔ پھر سعد اللہ ابتر کس طرح ہوا ؂

اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس تحدی سے تحریر فرمایا۔ کہ اس سے آگے قطعاً نسل نہیں چلیگی اور خدا تعالیٰ کا کلام جو سعد اللہ کے ابتر ہونے کے متعلق ہے۔ ضرور پورا ہو گا۔ اسے مفصل طور پر آیندہ بیان کیا جائیگا ؂

ہندو مسلم اتحاد میں اصل روک چھوت چھات ہے

مسلمانوں سے ہندو کھانے پینے کی چیزوں میں جو چھوت چھات کرتے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو نہ صرف اپنے سے ادنیٰ بلکہ انسانیت سے گرا ہوا قرار دیتے ہیں۔ اس کے اقتصادی اور مذہبی نقصانات کا سب سے پہلے احساس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہوا۔ اور حضور نے اپنی جماعت کو اس بارے میں خاص ہدایات دینے کے علاوہ عام مسلمانوں کو بھی مشورہ دیا کہ وہ بھی ہندوؤں کے ہاتھ کی ایسی چیزیں استعمال نہ کریں جو ہندو ان کے ہاتھ کی نہیں کھاتے ؂

اس پر جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ سطحی نظر رکھنے والے لوگ ہمیشہ اچھی سے اچھی اور بہتر سے بہتر تجویز کے بھی خلاف شور مچا دیتے ہیں۔ خود مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور اخبار "زمیندار" وغیرہ نے جو مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ کہلاتا ہے۔ اس کی مخالفت کی۔ اور اسے مشترکہ قومیت اور ہندو مسلم اتحاد کے خلاف بتایا۔ لیکن اب مسلمانوں کو سمجھ آنے لگ گئی ہے۔ کہ ہندوؤں کی ان سے چھوت چھات ایک نہایت شرمناک اور نقصان رساں حربہ ہے۔ اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ حال میں جہاں دہلی کے متعدد علماء نے طعام ہندو استعمال نہ کرنے کے متعلق فتویٰ شائع کیا ہے۔ وہاں اخبار "الامان" دہلی (۲۰ر اگست) نے اسے ہندو مسلم اتحاد کے رستہ میں بہت بڑی روک قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"چھوت چھات جس قدر ہندوستان کے لئے لعنت اور اس بیسویں صدی کی وحشیانہ خباثت ہے۔ اس سے زیادہ ہندوستان کی قومیت و معاشرت کے لئے وہ تفریق لعنت ہے جو اکل و شرب میں ہندو مسلمانوں کے مابین روا رکھی گئی۔ اگر چار و ناچار بھنگیوں اور دیگر ادنیٰ اقوام کے ساتھ چھوت چھات کو ہندو مذہب کے لئے کلنک کا ٹیکہ سمجھا جاتا ہے تو ہندو مسلمانوں کی چھوت چھات کو اس سے زیادہ قومیت کے لئے کلنک کا داغ اور ہندو دھرم کے لئے ننگ و عار سمجھنا چاہیئے۔ اب سے کچھ عرصہ قبل شودروں کے ساتھ میل جول کا جو نام لیتا تھا وہ گردن زدنی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب کثیر جماعت اس کی حامی ہے بلکہ سرگرم اس کو دور کرنے میں مصروف ہے۔ پس اسی طرح کیا وجہ مسلمانوں کے ساتھ چھوت چھات چلی آتی ہے۔ وہ اب بھی بدستور قائم ہے۔ اگر ہندوستان کو ہندو قومیت کا نہیں بلکہ مشترک قومیت کا لباس پہنانا ہے تو تمام قوم پرستوں سے کہو۔ کہ وہ میدان میں نکلیں۔ اور ہندو مسلمانوں کی چھوت چھات کے بت کو گنگا و جمنا میں غرق کر دیں ؂

لالا لاجپت رائے۔ ڈاکٹر مونجے۔ پنڈت مالوی۔ ڈاکٹر ستیہ پال۔ غرض کانگریس و سنگھٹن کے بڑے بڑے سورما کہتے ہیں۔ کہ فسادات کا سبب فرقہ دارانہ نیابت ہے لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ منافرت کا حقیقی سرچشمہ ہندو مسلمان کی چھوت چھات ہے۔ جب تک یہ خباثت صفحہ ہند سے نہ مٹائی جائے گی۔ اسوقت تک فسادات نہیں دب سکتے۔ اور نہ ہندوستان میں متفقہ قومیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ جب تک ایک ہندو یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان گائے خور ہے اور ملکھش ہے۔ اس لئے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ تو انصاف کرو کہ منافرت کس طرح دور ہو سکتی ہے۔ اور جبتک منافرت قائم ہے۔ تو پھر وہ مسلمان کے مفاد کو اپنا نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ ایک قابل نفرت ہستی سمجھکر اسے ہمیشہ مغلوب کرنے اور نقصان پہنچانے کے منصوبے گانٹھتا رہتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ سرکاری دفاتر و نیم سرکاری محکموں میں مسلمانوں کے وجود کو برداشت نہیں کیا جاتا ہے جس سے فرقہ دارانہ نیابت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب قلیل التعداد قوم دیکھتی ہے کہ ہمارے حقوق غصب ہو رہے ہیں تو لامحالہ وہ اپنی تعداد کے مطابق اپنے حقوق طلب کرتی ہے۔ پس درحقیقت اگر تحلیل کر کے دیکھا جائے تو فرقہ دارانہ نیابت کا سوال ہندوؤں کی منافرت سے پیدا ہوا۔ اور منافرت ان کی چھوت چھات کا لازمی نتیجہ ہے۔ لہذا ہندو اگر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے مسلمانوں کے چھوت چھات کی لعنت کو دور کریں "

مسلمانوں کا یہ بالکل جائز اور درست مطالبہ ہے۔ اگر ہندو دل سے مسلمانوں کے ساتھ اتحاد چاہتے ہیں تو انہیں تمدنی اور معاشرتی معاملات میں ان سے کوئی ایسا سلوک جاری نہیں رکھنا چاہیئے۔ جسے وہ اپنی ذلت سمجھیں۔ اور چھوت چھات سے بڑھکر ذلیل کن فعل اور کیا ہو سکتا ہے ؂

سیرت المہدی اور غیر مبایعین

نمبر (۱۴)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے

تیسری مثال جو ڈاکٹر صاحب نے سیرۃ المہدی سے پیش فرمائی ہے۔ وہ مولوی شیر علی صاحب کی ایک روایت ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ چند لوگ جن میں خود مولوی صاحب بھی تھے۔ اور غالباً مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب بھی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے آپ کے مکان کے اندر گئے۔ اس وقت آپ نے چند خربوزے انہیں کھانے کے لئے دیئے۔ اور مجھے فرمایا۔ کہ دیکھیں یہ کیسا ہے۔ پھر خود مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے۔ یہ خربوزہ بھی پھیکا ہی ہوگا۔ چنانچہ مولوی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ خربوزہ پھیکا ہی نکلا۔

اس روایت کو نقل کرکے ڈاکٹر صاحب نے حسب عادت ایک عجیب خودساختہ نتیجہ نکال کر بڑے فخریہ طور پر اعتراض جمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"اس روایت میں خواجہ کمال الدین صاحب پر زد کرنی مقصود تھی۔ وہ موٹے تھے۔ اس لئے حضرت صاحب کی زبان سے ایک قاعدہ گھڑ دیا گیا۔ کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے مطلب یہ کہ خواجہ صاحب منافق ہیں"

میں اس کے جواب میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اگر میں نے یہ روایت خواجہ صاحب پر زد کرنے کی غرض سے گھڑ کر بیان کی ہو۔ تو میں اس لعنت سے بچ نہیں سکتا جو خدا کے ایک مامور و مرسل پر افترا باندھنے والے پر پڑتی ہے اور اگر ایسا نہیں۔ تو ڈاکٹر صاحب بھی خدائے غیور کے سامنے ہیں۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ اس اعتراض میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے انتہائی بغض و عداوت سے کام لے کر مجھ پر یہ خطرناک الزام لگایا ہے۔ کہ خواجہ صاحب پر زد لگانے کی نیت سے میں نے یہ روایت خود اپنی طرف سے گھڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کر دی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے ظلم کی انتہا ہے۔ مگر میں کچھ نہیں کہتا۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللّٰہ۔ اور پھر ڈاکٹر صاحب نے اس الزام کے لگا دینے پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ حسب عادت تمسخر اور استہزاء سے بھی کام لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"جامع الروایات کو فکر پڑی۔ کہ وہ خود بدولت بھی ایک حد تک موٹے ہیں۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بھی موٹے تھے۔ میر ناصر نواب مرحوم موٹے تھے۔ ایک زمانہ تھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم موٹے تھے۔ میر محمد اسحاق موٹے۔ حافظ روشن علی موٹے۔ خود مولوی شیر علی راوی موٹے۔ ایسی موٹوں کی تو ایک فہرست ہے جو گننے لگوں تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہو"

مکرم ڈاکٹر صاحب وقت کی آپ فکر نہ فرمائیں۔ آپ کا وقت ماشاء اللّٰہ انہی باتوں کے لئے وقف ہے۔ اپنی طبیعت کے ان فطری بخارات کو ایک دفعہ دل کھول کر نکل جانے دیں۔ ورنہ یہ مادہ اگر یہاں دب گیا۔ تو کہیں اور جا پھوٹے گا۔ اور میں ڈرتا ہوں۔ کہ اگر کہیں غلطی سے آپ کسی اپنے جیسے کو مخاطب کر بیٹھے۔ تو پھر خیر نہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا ایک اعتراض تو یہ ہے۔ کہ میں نے یا مولوی شیر علی صاحب نے یہ روایت اپنی طرف سے گھڑی ہے۔ تاکہ خواجہ صاحب کو منافق ثابت کیا جائے۔ اس کا ایک جواب تو دے دیا گیا ہے۔ کہ اگر ہم نے یہ روایت اپنی طرف سے گھڑی ہے تو لعنت اللّٰہ علی من افترٰی۔ اور خواجہ صاحب کو منافق ثابت کرنے کے متعلق یہ جواب ہے۔ کہ اس روایت کے بیان کرنے میں میری نیت ہرگز یہ نہ تھی۔ کہ خواجہ صاحب یا کسی اور صاحب پر کسی قسم کی زد کی جائے۔ واللّٰہ علٰی ما اقول شہید۔ اور جب کہ خود ڈاکٹر صاحب بڑی مہربانی سے مجھے یہ بات یاد دلاتے ہیں۔ کہ میں خود ایک حد تک موٹا ہوں۔ تو پھر کون عقل مند یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس روایت کے بیان کرنے میں میرے دل میں کوئی ایسی نیت ہو سکتی ہے۔ جو خود میرے ہی خلاف پڑتی ہو۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ میرے دل میں خواجہ صاحب کی اس قدر عداوت بھری ہوئی ہے۔ کہ میں ان کو منافق ثابت کرنے کے لئے خود اپنے ایمان پر بھی تبر رکھ سکتا ہوں۔ میں نے تو صاف لکھ دیا تھا۔ کہ درایۃً حضرت صاحب کے اس قول سے یہ مراد نہیں ہو سکتا۔ کہ موٹاپا اور منافقت لازم و ملزوم ہیں۔ بلکہ مطلب صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آرام طلبی و تعیش کے نتیجے میں جو شخص موٹا ہو گیا ہو۔ وہ عموماً کمزور ناقص الایمان ہوتا ہے۔ اب بجائے اس نوٹ کے باوجود ڈاکٹر صاحب کو فوراً خواجہ صاحب کے ایمان کی فکر پڑ جانا خواہ مخواہ "چور کی ڈاڑھی میں تنکا" والی مثال یاد دلاتا ہے۔ ناظرین خود جانچیں کہ بقول ڈاکٹر صاحب یہ خاکسار جامع الروایات ایک حد تک موٹا اور مولوی شیر علی صاحب راوی بھی موٹے۔ لیکن ہم دونو کو اس روایت کے بیان کرتے اور نقل کرتے ہوئے کوئی فکر دامنگیر نہیں ہوتا۔ کہ لوگ ہمارے ایمانوں کے متعلق کیا کہیں گے۔ کیونکہ ہمیں تسلی ہے۔ کہ ہم خدا کے فضل سے مومن ہیں۔ اور یہ کہ حضرت صاحب کے اس قول میں ہرگز کوئی عمومیت مقصود نہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کا اس روایت کے پڑھتے ہی ماتھا ٹھنک جاتا ہے۔ اور خواجہ صاحب کے ایمان کی فکر دامنگیر ہونے لگتی ہے۔ بہرحال خواہ ڈاکٹر صاحب خواجہ صاحب کے ایمان کے متعلق کچھ ہی فتویٰ لگائیں مجھے اس روایت کے بیان کرتے ہوئے خواجہ صاحب کے ایمان پر زد کرنا مقصود نہ تھا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے حسب عادت سراسر بدظنی سے کام لے کر میری نیت پر ایک ناجائز حملہ کیا ہے۔

اس اعتراض کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے یہ اعتراض بھی کیا ہے۔ کہ اگر خواجہ صاحب پر زد کرنا مقصود نہیں۔ تو پھر اس روایت کے بیان کرنے سے مطلب کیا تھا۔ اور کیوں ایسی لاتعلق بات داخل کرکے ناظرین کے وقت کو ضائع کیا گیا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ روایت ہرگز لاتعلق نہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب چونکہ محبت کے کوچے سے ناآشنا اور سیرت کے اصول سے نابلد ہیں۔ اس لئے ان کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے۔ میں نے جہاں اپنے مضمون کے شروع میں ڈاکٹر صاحب کے اصولی اعتراضات کا جواب دیا تھا۔ وہاں یہ بتایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو سیرۃ کے مفہوم کے متعلق سخت دھوکا لگا ہے اور انہوں نے صرف یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ سیرۃ سے مراد یا تو زندگی کے بڑے بڑے واقعات ہیں اور یا ایسی خاص باتیں ہیں۔ کہ جن سے اہم اخلاق و عادات کے متعلق بلاواسطہ روشنی پڑتی ہو۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ اور سیرت کے مفہوم کو ایک بہت بڑی وسعت حاصل ہے۔ جس میں علاوہ زندگی کے تمام قابل ذکر واقعات کے روزمرہ کی ایسی ایسی باتیں جن سے اخلاق و عادات کے متعلق کسی نہ کسی طرح استدلال ہو سکتا ہو۔ اور صاحب سیرت کے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے کام کاج کرنے دوستوں سے ملنے والدین اور بیوی بچوں اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات رکھنے دشمنوں کے ساتھ معاملہ کرنے وغیرہ کے متعلق ہر قسم کی باتیں شامل ہیں۔ بلکہ فلسفہ اخلاق کے ماہرین جانتے ہیں۔ کہ اخلاق و عادات کے متعلق استدلال کرنے کے لئے زیادہ اہم واقعات کو چنا غلطی سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر انسان عموماً تکلف و تصنع سے کام لیتا ہے۔ اور اس کی اصل طبیعت و عادات پردہ کے پیچھے مستور رہتی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات جنہیں بسا اوقات ایک ناواقف آدمی قابل ذکر بھی نہیں سمجھتا۔ وہی اس قابل ہوتے ہیں۔ کہ ان سے اخلاق و عادات کے متعلق استدلال کیا جاوے۔ کیونکہ ان میں انسان کے اخلاق و عادات کی تصویر ہر قسم کے تصنع و تکلف کے

ص۔ اتفاق سے جو خربوزہ مولوی محمد علی صاحب کو دیا۔ وہ پھیکا اور موٹا تھا۔

لباس سے عریاں ہو کر اپنی ننگی صورت میں سامنے آجاتی ہے مثال کے طور پر دیکھ لیجئے۔ کہ اگر ایک باقاعدہ جلسہ ہو۔ اور اس میں اپنے اور بیگانے ہر قسم کے لوگ جمع ہوں۔ تو اس کے اندر ایک لغو اور بے ہودہ شخص بھی حتی الوسع سنبھل کر بیٹھے گا اور اپنی ہر حرکت و سکون میں خاص احتیاط سے کام لے گا تا کہ اس کے متعلق لوگ کوئی بری رائے نہ قائم کریں۔ لیکن وہی شخص جب اپنے گھر میں ہوگا۔ اور اپنے واقفوں اور ملنے والوں میں بیٹھے گا۔ تو پھر تمام تکلفات سے جدا ہو کر اس کے اخلاق و عادات کی ننگی تصویر ظاہر ہونے لگے گی۔ پس اخلاق و عادات کے استدلال کے لئے روزمرہ کی نہایت چھوٹی چھوٹی باتوں کو چننا چاہیئے۔ نہ کہ خاص خاص موقعوں کی اہم باتوں کو۔ اسی لئے جو لوگ فن سیرت میں ماہر گذرے ہیں۔ انہوں نے بھی ایسی چھوٹی اور بظاہر ناقابل ذکر باتوں کو لیا ہے۔ کہ ناواقف آدمی کو حیرت ہوتی ہے۔ مگر دانا جانتا ہے۔ کہ یہی صحیح رستہ ہے۔

اب اس اصل کے ماتحت دیکھا جائے۔ تو کوئی عقلمند میری اس روایت کو لاتعلق یا ناقابل ذکر نہیں کہہ سکتا۔ میری روایت کیا ہے؟ یہی نا کہ چند اصحاب اپنی روزمرہ کی ملاقات کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور حضرت چونکہ کسی وجہ سے باہر تشریف نہیں لا سکتے۔ ان کو اپنے پاس گھر کے اندر ہی بلا لیتے ہیں۔ اور پھر کچھ فروٹ ان کے سامنے کھانے کے لئے رکھتے ہیں۔ بلکہ دوستانہ بے تکلفی کے طریق پر ایک ایک کے ہاتھ میں الگ الگ خربوزہ دیتے ہیں۔ اور ویسے چوسنے کو کہہ کر کچھ ریمارک بھی فرماتے جاتے ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب خدا کا خوف رکھتے ہوئے دیانتداری کے ساتھ بتائیں۔ کہ کیا یہ ایک لاتعلق روایت ہے؟ کیا اس روایت سے حضرت صاحب کی مجلس کا طریق اور آپ کا اپنے خدام کے ساتھ مل کر بیٹھنے اور ان سے محبت و بے تکلفی کی باتیں کرنے کا طریق ظاہر نہیں ہوتا؟ کیا اس روایت سے آپ کے اخلاق و عادات کی سادگی اور بے تکلفی پر کوئی روشنی نہیں پڑتی؟ ان سوالات کے جواب کیلئے مجھے کسی ثالث کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا اپنا نور ضمیر اگر وہ بجھ کر مسخ نہیں ہو چکا اس ثالثی کے لئے کافی ہے پس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ ع

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

باقی رہا محبت کا میدان سو اس کے متعلق کیا عرض کروں اور پھر کروں بھی تو کس سے کروں؟ میں نے ڈاکٹر صاحب کے مضمون سے سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ اس کوچے کے محرم نہیں۔ ان کے مضمون سے مجھے خشک نیچریت کی بو آتی ہے۔ ہاں اگر ڈاکٹر صاحب محبت کے ذوق سے شناسا ہوتے۔ تو میں عرض کرتا کہ ذرا احادیث نبوی کو کھول کر مطالعہ فرمائیں۔ کس طرح صحابہ نے آنحضرت صلعم کے ہر قول و فعل ہر حرکت و سکون کو عشق و محبت کے الفاظ میں ملبوس کر کے بعد میں آنے والوں کے لئے جمع کر دیا ہے۔ آنحضرت صلعم کسی موقعہ پر صحابہ کے سامنے کھانا کھاتے ہیں۔ اور گوشت میں کدو پک کر سامنے آتا ہے اور آپ کدو کے ٹکڑے شوق سے نکال نکال کر تناول فرماتے ہیں۔ صحابہ کے لئے اس نظارہ میں بھی عشق و محبت کی غذا ہے وہ جھٹ احادیث نبوی کے مجموعہ میں اس روایت کو داخل کر کے اس محبت کی دعوت میں ہمیں بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔

اس قسم کی روایتیں احادیث نبوی میں ایک دو نہیں دس بیس نہیں پچاس ساٹھ نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ اور اہل دل ان سے محبت و عشق کی غذا حاصل کرتے ہیں۔ لیکن میں اگر اس قسم کی کوئی روایت اپنے مجموعہ میں درج کر دیتا ہوں۔ تو مجرم سمجھا جاتا ہوں۔ اور ڈاکٹر صاحب میرے اس ناقابل معافی جرم کو پبلک کی عدالت کے سامنے لا کر مجھے ذلت و بدنامی کی سزا دلوانا چاہتے ہیں۔ اچھا یونہی سہی۔ ع

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر

ایک اعتراض اور در اصل اس روایت کے متعلق سارے اعتراضوں میں سے اکیلا سنجیدہ اعتراض ڈاکٹر صاحب نے کیا ہے۔ کہ یہ بات حضرت صاحب کے طریق و اخلاق کے خلاف ہے۔ کہ آپ نے ایک ایسی مجلس میں جس میں ایک موٹا آدمی بھی بیٹھا ہو۔ اس قسم کے الفاظ فرمائے ہوں۔ کہ موٹا آدمی منافق ہوتا ہے۔ یہ ایک معقول اعتراض ہے۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ واقعی حضرت صاحب کا طریق ہرگز ایسا نہ تھا کہ مجلس میں اس قسم کی کوئی بات کریں۔ کہ جو کسی کا دل دکھانے والی ہو یا جس میں صریح طور پر کوئی شخص اپنے متعلق اشارہ سمجھے مگر ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا۔ کہ موجودہ روایت کے متعلق حضرت مسیح موعود کے اس طریق کی رُو سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اول تو روایت کے الفاظ میں اس مجلس کے اندر خواجہ کمال الدین صاحب کی موجودگی کو غالباً کے لفظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ راوی کو خواجہ صاحب کے وہاں موجود ہونے کے متعلق یقین نہیں ہے بلکہ شک ہے اور کوئی عقلمند ایک غیر یقینی بات پر اپنے اعتراض کی بنیاد نہیں رکھ سکتا۔ لیکن افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس لفظ کو بالکل نظر انداز کر کے یقینی طور پر اعتراض پیش کیا ہے۔ کہ گویا راوی کے نزدیک خواجہ صاحب کا اس مجلس میں موجود ہونا یقینی ہے۔ حالانکہ بالکل ممکن ہے۔ کہ خواجہ صاحب وہاں موجود نہ ہوں۔ بہر حال جبکہ روایت کی رُو سے خواجہ صاحب کے وہاں موجود ہونے اور نہ ہونے ہر دو کا احتمال موجود ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کا یہ اعتراض کسی عقلمند کے نزدیک قابل توجہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ دوسرے یہ کہ غالباً ڈاکٹر صاحب بھول گئے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب موصوف ہمیشہ سے اسی طرح کے موٹے اور فربہ نہیں چلے آئے۔ بلکہ اوائل کے دیکھنے والے بیان کرتے ہیں۔ کہ شروع میں خواجہ صاحب ایک درمیانے جسم کے آدمی تھے۔ چنانچہ غالباً خود خواجہ صاحب اس امر کی شہادت دے سکیں گے۔ کہ ان کے والد صاحب مرحوم یعنی جناب خواجہ عزیز الدین صاحب کبھی کبھی ہنستے ہوئے پدرانہ آزادی کے ساتھ یہ فرمایا کرتے تھے کہ "خواجہ پشاور کے سنڈوں کا گوشت کھا کھا کر خود بھی سنڈا ہو گیا ہے" جس سے ظاہر ہے کہ وکالت کے لئے پشاور جانے سے قبل اور نیز پشاور کے ابتدائی ایام میں خواجہ صاحب اس تن و توش کے آدمی نہ تھے۔

الغرض جناب خواجہ صاحب ہمیشہ سے ہی اس فربہی کے مالک نہیں رہے۔ اور اس لئے بالکل ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ جو روایت مولوی شیر علی صاحب نے بیان کی ہے۔ وہ اس زمانہ کی ہو۔ جب کہ خواجہ صاحب زیادہ موٹے آدمیوں میں شمار نہ ہوتے ہوں۔ جیسا کہ خود ہمارے محترم دادی صاحب بھی ان دنوں میں جسم کے ہلکے ہوتے تھے۔ مگر بعد میں جسم بھاری ہو گیا تیسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے۔ کہ بے شک حضرت مسیح موعود کا یہ طریق تھا۔ کہ آپ مجلس میں کوئی ایسا ریمارک نہیں فرماتے تھے کہ جو کسی کا دل دکھانے والا ہو۔ لیکن جس قسم کی مجلس کا روایت کے اندر ذکر ہے۔ وہ ایک ایسے لوگوں کی مجلس تھی۔ جو عموماً حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ اور آپ کے طریق و اخلاق و عادات سے اچھی طرح واقف تھے۔ اور حضرت صاحب بھی ان کے ساتھ بہت بے تکلفی کے ساتھ ملتے اور گفتگو فرماتے تھے۔ اور یہ لوگ ویسے بھی تعلیم یافتہ اور سمجھدار تھے۔ پس ایسی مجلس کے اندر حضرت صاحب نے اگر وہ الفاظ فرمائے ہوں۔ کہ جن کا روایت میں ذکر آتا ہے۔ تو ہرگز قابل تعجب نہیں۔ کیونکہ حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ یہ لوگ میرے صحبت یافتہ اور میرے طرز و طریق سے واقف اور فہمیدہ لوگ ہیں۔ اس لئے وہ میرے الفاظ سے کوئی ایسا مفہوم نہیں نکالیں گے کہ جو غلط ہو۔ اور میرے طریق کے خلاف ہو۔ چنانچہ اس وقت کے حاضرین مجلس میں سے کسی کو اس طرف خیال تک نہیں گیا کہ حضرت صاحب نے نعوذ باللہ کوئی دل آزار بات کہی ہے۔ بلکہ سب ہی سمجھے۔ کہ آپ کا یہ منشا ہرگز نہیں۔ کہ محض بدن کا موٹا ہونا منافقت کی علامت ہے۔ خواہ وہ کسی وجہ سے ہو۔ بلکہ منشا یہ ہے۔ کہ آرام طلبی اور تعیش وغیرہ کے نتیجہ میں جو شخص موٹا ہو گیا ہو۔ اس کے ایمان میں نفاق کی ضرور آمیزش ہے۔ اور چونکہ اس وقت سب حاضرین اپنی اپنی جگہ اطمینان رکھتے ہونگے۔ کہ اگر ہم میں سے کوئی موٹا بھی ہے۔ تو وہ تعیش کے

نتیجہ میں موٹا نہیں ہوا۔ اس لئے کسی کے دل میں حضرت صاحب کی یہ بات نہیں کھٹکی۔

ڈاکٹر صاحب ضد کی وجہ سے انکار کر دیں تو الگ بات ہے۔ ورنہ یقیناً وہ اس بات سے ناواقف نہیں ہونگے کہ بسا اوقات ایک لفظ مطلق استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل وہ مقید ہوتا ہے۔ اور بعض غیر مذکور شرائط کے ماتحت اس کے وسیع معنے مقصود نہیں ہوتے۔ اور اس بات کا پتہ قرائن سے چلتا ہے۔ کہ یہاں یہ لفظ اپنے کس مفہوم میں استعمال ہوا ہے قرآن شریف و حدیث میں اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ اگر ڈاکٹر صاحب اصول فقہ کی کوئی کتاب مطالعہ فرمائیں تو ان کو میرے اس بیان کی تصدیق مل جائیگی۔ خلاصہ کلام یہ کہ اگر راوی کے شک کو نظر انداز کرتے ہوئے یہی مان لیا جائے کہ خواجہ صاحب اس مجلس میں ضرور موجود تھے۔ اور پھر واقعات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ وہ اس وقت بھی موٹے تھے۔ تو پھر بھی اس روایت کے ماننے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ کیونکہ اس وقت حضرت صاحب کے سامنے وہ لوگ تھے۔ جو روز کے ملنے والے تھے۔ اور آپ کے طریق و عادات سے خوب واقف تھے۔ اور حضرت صاحب کو بھی یہ حسن ظنی تھی۔ کہ وہ واقف حال اور فہمیدہ لوگ ہیں۔ عام حالات میں میرے الفاظ سے کوئی غلط مفہوم نہیں نکالیں گے پس ایسے لوگوں کے سامنے اگر حضرت صاحب نے آزادی سے وہ الفاظ فرمائے ہوں تو ہرگز قابل اعتراض نہیں۔

اس بحث کو ختم کرنے سے قبل یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اسجگہ منافق سے مراد وہ منافق نہیں ہے جو دل میں تو کافر ہوتا ہے لیکن کسی وجہ سے ظاہر اپنے آپ کو مومن کرتا ہے بلکہ ایسا شخص مراد ہے جو دل میں بھی جھوٹا نہیں جانتا۔ لیکن اس کا ایمان اس درجہ ناقص ہوتا ہے کہ اس کے اعمال پر کوئی اثر نہیں کر سکتا اور نہ غیروں کی محبت اس کے دل سے نکال سکتا ہے دراصل قرآن شریف و حدیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ نفاق کئی قسم کا ہوتا ہے اور ایسے شخص کی حالت کو بھی حالت نفاق سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے کہ جو ویسے تو دل سے ہی ایمان لاتا ہے اور اپنا ایمان ظاہر بھی کرتا ہے لیکن اس کا ایمان ایسا کمزور ہوتا ہے۔ کہ اسکے اعمال و عادات عموماً غیر مومنانہ رہتے ہیں۔ اور اس کا دل بھی غیروں کے تعلقات سے آزاد نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے لوگ منافق سمجھے جاتے تھے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں چونکہ ایمان کا معیار بہت گرا ہوا ہے اس لئے ایسے لوگوں کو مومنین کی جماعت میں شمار کر لیا جاتا ہے۔ اور منافق صرف اس شخص کا نام رکھا جاتا ہے کہ جو دل میں تو کافر ہو۔ مگر ظاہر اپنے آپ کو مومن کرے۔ بہرحال جیسا کہ قرائن سے پتہ لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں جو منافق کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے ایسا شخص مراد ہے کہ جس کا ایمان اس کے اعمال پر اثر پیدا نہ کر سکے اور ظاہر

مشاہدات عرفانی

میں اس عنوان کے تحت میں جب کبھی توفیق پاؤں گا انشاء اللہ العزیز احباب کی دلچسپی کے لئے کچھ نہ کچھ لکھتا رہوں گا۔ وباللہ التوفیق۔ (عرفانی از لنڈن)

شکریہ اور افسوس

الفضل کی چودہویں جلد کے پہلے نمبر میں معاصر نور کا رنج افزا التوا" کے عنوان سے جو نوٹ شائع ہوا ہے۔ اس میں سلسلہ کے خادم قدیم الحکم کا شکریہ جن محبت آمیز الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے جماعت کو جس اخلاص سے توجہ دلائی گئی ہے میں اسکے لئے اپنی دلی شکر گذاری کا اظہار نو ہزار میل فاصلہ سے کر رہا ہوں۔ میں جب دیکھتا اور سنتا ہوں۔ کہ سلسلہ کے اخبارات کی حالت اس قسم کی ہے۔ تو میرا دل افسوس اور رنج سے بھر جاتا ہے۔ کاش! میرے پاس مال ہوتا۔ اور میں سلسلہ کے اخبارات کو مالی تشویش سے بے فکر کر دیتا۔ اخبارات سلسلہ کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہیں۔ لیکن مجھ کو اپنی بے اعتنائی کا شکوہ کرنے دو۔ کہ ہم نے ابھی اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ اخبارات سلسلہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جن الفاظ میں متوجہ کیا۔ اسکے بعد کچھ کہنا میں جرم اور گستاخی سمجھتا ہوں اس لئے میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا۔ کہ اگر تم اسقدر خریدار ان اخبارات کو نہیں دو گے تو میں اسقدر خریداروں کی قیمت بیت المال سے دوں گا تاکہ یہ زندہ رہیں۔ میں نے حضرت کے مفہوم کو ادا کیا ہے اس کے لئے جماعت اور کارکنوں کو کیا کرنا چاہیئے تھا۔ وہ ظاہر ہے۔ غرض مجھے نور کے اس طرح پر بند ہو جانے کا صدمہ ہوا۔ میں نے عزم کر لیا ہے۔ کہ الحکم کے لئے میں قطعاً اپیل نہیں کروں گا۔ خدا تعالیٰ مجھ کو توفیق دیگا تو میں اسے جاری رکھوں گا۔ اور اگر اسباب نے میری مساعدت نہ کی تو میں اس آرزو کو اپنے دل میں لیکر دنیا سے گذر جاؤں گا۔

میں اس سرزمین میں ہوں۔ جو ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اور جہاں کے باشندے کل دنیا پر حکومت کرتے ہیں اور جس حکومت پر کہا جاتا ہے کہ آفتاب غروب نہیں ہوتا اس قوم کی ترقی اور قوت کے اسرار میں سے اخبارات کی زندگی ایک راز ہے۔ یہاں ایک شخص بھوکا رہ سکتا ہے مگر اخبار کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے یہاں کے بیکاروں کی جماعت کے افراد کو دیکھا ہے۔ اور ان سے گفتگو کی ہے کہ ان کی جیب میں دو پینی ہیں تو وہ کھانا نہیں کھاتے۔ اخبار خرید لیتے ہیں۔ اور مانگ کر اخبار پڑھنا تو اخلاقی جرم اور قومی گناہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اخبارات ایک زبردست قوت ہیں۔ اور ان کی بلند پروازیوں کا ذکر کروں تو حیرانی ہوگی۔ سٹرائک۔ جو یہاں کی تاریخ میں ایک عظیم الشان باب ہے ایک اخبار (ڈیلی میل) کے ایک نمبر کی اشاعت کے التوا سے شروع ہوئی۔ اس نے "ملک و مالک" کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا۔ اس کے چھاپنے والے عملہ نے احتجاج کیا۔ کہ یہ مضمون شائع نہ کیا جائے۔ بدل دیا جائے۔ ایڈیٹر نے اپنے ضمیر کے خلاف تبدیلی سے انکار کر دیا۔ اور چھاپنے والے عملہ نے چھاپنے سے۔ اور اس طرح پر ڈیلی میل کے چھاپہ خانہ میں سٹرائک ہو گئی ٹھیک اسی وقت کارکنوں کے وکلاء وزراء سے صلح کی گفتگو کر رہے تھے۔ جب وزراء کو یہ معلوم ہوا۔ تو انہوں نے فوراً صلح کی گفتگو کا خاتمہ کر دیا۔ اور ڈیلی میل کی تائید کی۔ باہر کے لوگ اس حالت کو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ کہ کل ملک کی حالت پر اس کیا اثر پڑ سکتا تھا۔ اور پڑا۔ مگر ہم جو یہاں تھے اسے دیکھتے اور محسوس کرتے تھے۔ وزراء نے اور ان کے ساتھ ملک اور قوم نے ایک اخبار کے وقار اور مقام کو قائم رکھنے کے لئے سٹرائک کے ناگوار اور تلخ تجربہ کی پرواہ نہ کی۔ اس قدر دانی اور حوصلہ افزائی کا یہ صلہ تھا۔ کہ اخبار مذکور کی اشاعت باوجود اس کے تمام عملہ کے نکل جانے کے بند نہ ہو سکی۔ وہ پیرس میں چھپتا اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ تمام انگلستان میں ٹھیک وقت پر پہنچا دیا جاتا تھا۔ یہ ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔

ہم دنیا کے مذاہب کے فاتح ہیں۔ اور یقیناً ہیں مگر ہمارے اخبارات کی یہ حالت ہے۔ سلسلہ کی عمر ۳۷ برس کی ہے اس عرصہ میں ہم ایک بھی روزانہ اخبار جاری نہ کر سکے۔ اور ہفتہ میں تین بار اخبار کو ہفتہ میں دو بار کرنے پر مجبور ہوئے اور سلسلہ کے دو پرانے اخبار الحکم اور البدر (جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بازو فرمایا تھا) اس وقت بند ہیں۔ اور دوسرے جو عہد خلافت کی یادگار ہیں۔ بند ہونے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریویو کے لئے اسی ہزار خریدار پیدا کرنے کا ارشاد فرمایا ۲۵ برس میں ہم ایک مرتبہ بھی یہ نہ کر سکے۔ میں نے جماعت کے ایثار اور قربانی کا جب دوسروں سے مقابلہ کیا ہے تو اسے ہمیشہ امر واقع کے طور پر بے نظیر اور عدیم المثل ٹھہرایا ہے۔ مگر اخبارات کے متعلق سلسلہ کی پوزیشن قابل توجہ ہے۔ میرے الفاظ صدا بصحرا ہوں۔ مجھے اسکی پروا نہیں۔ جو کچھ کہا ہے اخلاص سے کہا ہے۔ میں معاصر الفضل سے عرض کروں گا کہ وہ آیندہ اس کے لئے اپیل نہ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے بعد یہ گناہ ہے۔ میں اتنا کہونگا

کہ اگر ان پاک الفاظ کی جو آیت اللہ کے منہ سے نکلے ہیں۔ جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے جماعت کو جماعت کہلانے کا شرف دیا ہے۔ عملاً تحقیر کی گئی۔ تو یاد رکھو۔ کہ یہ اخبارات زندہ رہینگے مر مر کر زندہ ہونگے۔ مگر تم اس ثواب سے محروم رہ جاؤ گے جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں مضمر ہے ٭

یہ ایک ضمنی امر تھا اور میری عادت کے موافق لمبا ہو گیا۔ اب میں اصل مضمون لکھتا ہوں ٭

بیکاری اور گداگری

میں (جیسا کہ ریویو میں لکھ چکا ہوں) بعض خوبیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے دیکھا۔ کہ یہ قوم نہایت محنتی اور جفاکش واقع ہوئی ہے۔ کوئی شخص کام کرنے سے عار نہیں کرتا۔ اور نہ کسی پیشے کو نفرت اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ یہ سبق اسلام نے سکھایا تھا۔ اور آج مسلمان اس سبق کو بھول بیٹھے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دعا سکھائی ہے اللّٰھم انی اعوذ بک من العجز والکسل۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں اسباب کو مہیا نہ کروں اور بعد ان مہیا شدہ اسباب کے کام نہ لوں۔ ہم نے اس دعا کو علماً اور عملاً دونوں طرح فراموش کر دیا ہے۔ انسانی خوشحالی اور قومی مرفع الحالی کے لئے یہ اصل نہایت مہتم بالشان اصل ہے کہ اس کے تمام افراد کام کریں اور سست اور کاہل نہ ہوں۔ مگر ہم یہی نہیں کہ سست اور کاہل ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ بعض دوسری مصیبتوں کا بھی شکار ہیں۔ بیکاری اقتصادی طور پر جن نتائج کو پیدا کرتی ہے۔ ان کو چھوڑ کر اخلاقی حیثیت پر بھی اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ عام طور پر مشہور ہے :۔

بیکار در زباشد یا بیمار ۔

مختلف قسم کے جرائم اور گداگری جیسی اخلاق کشی ذلیل اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا کی تمام ترقی کا عملی راز اور اقتصادی قوت کو بڑھانے کا صحیح حل اسی دعا میں موجود ہے۔ مگر اس کا عمل ہمارے ہاں مفقود ہے۔ اور یہاں کے لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔ ہر شخص کام کرتا ہے۔ اور جو کام بھی اسے مل جائے۔ وہ اس کے کرنے میں مضائقہ نہیں کرتا۔ کام بہ حیثیت کام ان کی نظروں میں کوئی ذلت یا عزت کا سوال نہیں۔ جوتی کا گانٹھ لینا یا اس پر پالش کرنے کا کام کرنا ویسا ہی معزز ہے۔ جیسے ایک انجینئر کا کام۔ یہاں قوم میں یہ روح موجود ہے۔ اور لوگوں کو کام کرنے کا شوق دلانے کے لئے یہ جذبہ موجود ہے کہ بحیثیت کام کے کسی کو ذلیل نہیں سمجھا جاتا۔ اسلام نے معیار شرافت و تکریم تقویٰ ہی کو قرار دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ہم نے اسے چھوڑ کر اب معیار شرافت پیشوں اور ذاتوں کو قرار دے لیا ہے۔ عملی طور پر یہاں لوگوں نے پیشہ کی ذلت کے جذبہ کو دور کیا۔ دوسری طرف گداگری کو قانوناً ناجائز کر دیا۔ تاکہ قوم کے اخلاق اعلیٰ ہوں۔ یہاں حقیقی طور پر کوئی گداگر نظر نہ آئے گا۔ ایک معذور شخص جو بجز گداگری کے اپنا پیٹ نہیں پال سکتا۔ وہ اور کچھ نہیں۔ تو دیا سلائی کی ڈبیا ہی فروخت کریگا۔ قوم اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ وہ کام کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ اس صورت میں وہ معمول سے زیادہ قیمت دیکر اس کی ڈبیا خرید لیتے ہیں یا بعض نقاش زمین ہیں۔ یہ مصور ہیں۔ اپنے پیشہ کو ترقی نہیں دے سکتے۔ اور آمدنی کے ذرائع محدود ہیں۔ وہ کسی بڑی سڑک پر (یہاں ہر سڑک ہی بڑی ہے) بیٹھ کر اپنے کام کا نمونہ زمین پر دکھاتے ہیں۔ گذرنے والے اس زمینی نقاشی کو دیکھ کر خوش ہوتے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ عورتوں میں میں نے دیکھا ہے کہ وہ اگر کچھ اور نہیں تو کپڑوں کی دھلائی کا کام لے لیتی ہیں۔ گھروں میں جھاڑو دینا یا باورچی خانہ کا کام۔ حجامی وغیرہ۔ غرض ہر قسم کا کام وہ لے لیتی ہیں مرد و عورت نیچے سب کام کرتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ صحت اچھی اور زندگی فارغ البالی سے گذر رہی ہے۔

ہماری جماعت کو ایک طرف مالی قربانیوں کے لئے دعوت دی جاتی ہے۔ اور الٰہی سلسلوں کے لئے قربانیاں لازمی ہیں۔ اور وہ مالی اور جانی دونوں قسموں کی ہیں۔ دوسری طرف بیکاری کا مسئلہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ میری رائے میں ضرورت ہے کہ ہر جگہ کی جماعت اس امر کا التزام کرے۔ کہ کوئی شخص بیکار نہ رہے۔ اور یہ سپرٹ اس وقت پیدا ہوگی۔ جبکہ کسی کام کو ہم ذلیل قرار نہ دیں۔ دوسرے قومی اصول کے طور پر گداگری کو منع کر دیں۔ اور اسلام نے تو اس کو پہلے ہی جائز نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ زکوٰۃ لینے کے لئے بھی کوئی درخواست نہ دے۔ یہ اس عامل کا اپنا کام ہوگا۔ جو اس پر متعین ہے کہ وہ مستحقین کو نظر انداز نہ ہونے دیگا۔ کوئی شخص ہر رنگ سوال کوئی امر پیش نہ کرے۔ اگر ہم اسی تحریک کو ایک ایک جگہ کامیاب بنالیں تو جماعت کی مالی حالت میں نمایاں ترقی ہو جائیگی ٭

میں نے یہ کوئی نئی بات نہیں کہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بار ہا اس پر توجہ دلا چکے ہیں۔ بلکہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو منصب خلافت پر جو تقریر آپ نے فرمائی تھی۔ اس میں بیکاری کی تعمیر کرتے ہوئے یہ ایک مقصد بھی بیان کیا تھا۔ بیکاروں کا ایک رجسٹر ہو۔ اور ان کی تعداد کا اظہار ہر ہفتہ ہوتا رہے تاکہ کام کرنے کا شوق اور عزم پیدا ہو ٭

مذہب کا احترام

باوجودیکہ یہاں عیسائیت عملاً اور اعتقاداً مر رہی ہے۔ اور جس طرح پر آنحضرت صلعم نے یذوب الکفر فرمایا تھا۔ یہ خود بخود ہی مر رہی ہے۔ لیکن مذہب کا احترام قومی رنگ میں موجود ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی عیسائی مناد تقریر کر رہا ہے۔ اور وہ دعا کرنے لگا ہے۔ تو جو لوگ پاس کھڑے ہیں وہ ٹوپی اتار کر اس کے ساتھ شریک ہو جائینگے۔ اور اس وقت نہایت خاموشی کے ساتھ آنکھیں بند کر کے کھڑے رہینگے۔ اور جب کوئی مذہبی گیت گایا جا رہا ہو۔ تو سب اس میں شریک ہو جائینگے۔ چھوٹے بڑے بچے اور بوڑھے وہ قطعاً ترنم نہیں کرینگے۔ ہمارے ہاں اس امر کی بہت بڑی کمی ہے۔ مساجد جو ذکر اللہ کی بجائے باتیں ہوتی ہیں۔ یہاں گرجوں میں جاؤ تو ایک سکون اور محویت معلوم ہوتی ہے۔ گو وہ محض خیالی اور نمائشی ہے۔ مگر ہے ضرور۔ یہاں تک کہ چلنے والے کے پاؤں کی آہٹ بھی نہیں ہوتی۔ مجھے یہ کہنے میں معاف کیا جائے کہ میں نے بعض اوقات دیکھا ہے کہ مساجد کی حالت ایک مارکیٹ کی سی ہو جاتی ہے۔ جہاں مختلف اشیاء فروخت ہو رہی ہوں۔ مساجد کا احترام اور شعائر اسلامی کی حرمت ہمارا فرض ہے۔ اس کے لئے اول اول بے شک ایک قسم کی تکلیف سی ہوگی۔ لیکن ضرورت ہے۔ کہ شعائر اسلامی کے احترام کو قائم کیا جائے۔ مساجد میں کوئی گفتگو نہ ہو۔ بلکہ لوگ امن اور سکون کے ساتھ تسبیح و تحمید میں لگے رہیں جس سے عبادت کا لطف بڑھ جائیگا۔ یہ باتیں ہم دوسروں سے نہیں سیکھتے ہیں۔ اسلام نے خود تعلیم کی ہیں۔ اور اصل روح اسلام ہی میں موجود ہے ٭

وقار کی چال

میں نے مشاہدہ میں پایا ہے کہ یہاں لوگ چلتے وقت اپنے رفتار اور رنگون کو نہیں چھوڑتے۔ اور ادھر ادھر نہیں دیکھتے۔ بلکہ نہایت احتیاط اور شریفانہ طریق پر دوسرے راہ رووں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے چلتے ہیں۔ بازاروں میں چلتے پھرتے کھاتے ہوئے نظر نہ آئینگے۔ جا بجا پھلوں کے چھلکے اور گٹھلیاں پائی جائینگی۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طریق سے منع فرمایا ہے۔ اور جب اس کی حقیقت پر غور کریں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر خوبیاں اس پاک تعلیم میں مضمر ہیں۔ میں نے اپنے ملک میں کیا اپنے شہر میں دیکھا ہے کہ بازاروں میں چھلکوں اور گٹھلیوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس سے تعفن سے دماغ پریشان ہوتا اور بعض اوقات لوگ خربوزے کے چھلکے پر سے پھسل کر ایسے گرتے ہیں کہ سخت چوٹ آتی ہے اور باہر پڑوسی والے اسکو ایک عقل کے بنا لیتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ ناظر تربیت نے ضرور اس امر پر توجہ فرمائی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود کے عہد سعادت میں اور رنگ تھا۔ اور اب جماعت کی ترقی قومی رنگ میں قدرتاً بہت سے انتظامات کو چاہتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم کو ایک ایسا خلیفہ دیا ہے۔ جو اس حقیقت اور ضرورت کو خدا تعالیٰ کی خاص عطا کردہ فراست سے دیکھتا ہے۔ اسے جماعت کا اعلیٰ قومی اخلاق قائم کرنا ہے۔ جو کہ ہی قوم دنیا کی نمونہ ہو گی۔ اور دنیا کی بعض قوموں کی بھی استاد ہوگی۔ اگر اس کے متعلقین میں وہ باتیں نہ ہوں۔ جو ان کے گھروں میں پہلے سے موجود ہیں تو وہ اس تمدن اور تہذیب کو جو حقیقی اسلام کے رنگ میں دیا جائیگا نفرت سے دیکھیں گے۔ اس لئے ایک قومی کیرکٹر ہم میں پیدا ہو جانا چاہیئے یہ باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی ہیں۔ مگر ان کے اثرات اور نتائج بہت بڑے اور قیمتی ہیں۔ ابتداء ہر چیز کی چھوٹی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ کامل انسان بھی پہلے ایک نطفہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ پس ضرورت ہے کہ حفظ صحت کے عام اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان امور کا خیال رکھیں اور چلتے ہوئے اسلامی شعائر کے حدود کے نیچے ہوں ہماری باتوں میں تمسخر نہ ہو کہ اس سے بدمزگی اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں

ہمارے مخالفین کی مکروہ چالیں

پیغام صلح اور نامہ نگار اہلحدیث ایک ہی کشتی میں

منشی حبیب اللہ صاحب امرتسری نامہ نگار خصوصی "اہلحدیث" ان معاندین احمدیت میں سے ہیں۔ جن کی غرض محض عوام الناس کو مغالطہ دینا ہے۔ صداقت اور حقانیت سے ان کو کچھ واسطہ نہیں۔ منشی صاحب مذکور کے متعلق غیر احمدیوں میں مشہور ہے کہ وہ احمدیہ لٹریچر سے بہت واقف ہیں۔ اور صحیح حوالہ دینے میں ان کو مہارت حاصل ہے۔ مگر آپ نے "اہلحدیث" ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء میں جو مضمون بعنوان "مرزا صاحب کا پاؤں دو کشتیوں میں" لکھا ہے۔ اس سے آپ کی واقفیت اور دیانتداری ظاہر ہے۔

منشی صاحب نے نہایت ہی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ اور الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کی عبارت میں تناقض قرار دیکر اول الذکر حوالہ کو اجراء نبوت غیر تشریعی اور موخر الذکر حوالہ کو ہر نبوت کے بند ہونے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ جس سے آپ کا مدعا یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں جو حضور کی نبوت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا ہے۔ اس کے بانی خود حضرت مرزا صاحب ہیں (نعوذ باللہ) آپ کی نقل کردہ عبارتیں حسب ذیل ہیں:-

(۱)

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

(۲)

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے"

(الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

اگر دو نو عبارتیں اسی طرح ہوں۔ تو کسی سطحی نظر والے انسان کو شبہ پڑ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کا پرچہ ابتداء سے آخر تک دیکھا۔ مگر عبارت بالا مندرج نہ تھی۔ اسی اثناء میں "پیغام صلح" لاہور ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳ پر یہ لکھا پایا:-

"ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے"

(بدر ڈائری ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

اس پر میں نے بموجب حکم قرآنی ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا حضرت اقدس کی اصل عبارت تلاش کرنی شروع کی۔ اور مجھے یقین تھا۔ کہ اس عبارت کے پیش کرنے میں یحرفون الکلم عن مواضعہ پر عمل کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے ادھر منشی حبیب اللہ صاحب کو خط لکھا۔ کہ مذکورہ عبارت الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء میں موجود نہیں۔ اور ادھر خود بھی اصل عبارت کی تلاش میں لگ گیا "من جد وجد" چنانچہ بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت مل گئی۔ لیکن اس کے نقل کرنے میں یہودیوں کے بھی کان کاٹے گئے تھے۔ پڑھ کر بہت حیرانی ہوئی۔ کہ اس قدر دیدہ دلیری!

اصل عبارت حسب ذیل ہے:-

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔ کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلعم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"

(بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۳)

کیا اس عبارت کو پڑھ کر ہر سلیم الفطرت انسان ایڈیٹر "پیغام صلح" اور نامہ نگار "اہلحدیث" کی اس غیر شریفانہ حرکت پر اظہار افسوس کئے بغیر رہ سکتا ہے؟ مخلوق خدا کو مغالطہ دینا اور وہ بھی خیانت کے ذریعہ۔ نہایت ہی گھنونا فعل ہے۔ کیا اس ڈائری میں سے خط کشیدہ فقرۂ استثنائیہ کو حذف کر کے استدلال کرنا "لا تقربوا الصلوٰۃ" والے استدلال سے کم ہے؟ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب میں نے اس عبارت سے دو سطر اوپر حضرت اقدس کی یہ عبارت پڑھی:-

"اس جگہ دو پہلو مدنظر تھے۔ ایک ختم نبوت کا۔ اسے اس طرح نبھایا۔ کہ جو نبی کے لفظ کی کثرت موسوی سلسلہ میں تھی۔ اسے اڑا دیا۔ دوسری مشابہت۔ اسے اس طرح سے پورا کیا۔ کہ ایک کو نبی کا خطاب دیدیا۔ تکمیل مشابہت کے لئے اس لفظ کا ہونا ضروری تھا۔ سو پورا ہو گیا"

اور اسی طرح حضور کے ان الفاظ کو پڑھا:-

"آنحضرت صلعم کی چونکہ کمال عظمت خدا تعالے کو منظور تھی۔ اس لئے لکھدیا کہ آئندہ نبوت آپ کی اتباع کی مہر سے ہوگی۔ اور اگر یہ معنے ہوں۔ کہ نبوت ختم ہے۔ تو اس سے خدا تعالے کے فیضان کے بخل کی بو آتی ہے۔ ہاں یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک قسم کا کمال[عـلـہ] آنحضرت صلعم پر ختم ہوا۔ اور پھر آئندہ آپ کی مہر سے وہ کمال آپ کی امت کو ملا کریگا۔ نبوت کے معنے مکالمہ کے ہیں۔ جو غیب کی خبر دیوے تو وہ نبی ہے۔ اگر آئندہ نبوت کو باطل قرار دوگے۔ تو پھر یہ امت خیر امت نہ رہیگی۔ بلکہ کالانعام ہوگی"

(بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

اس صراحت کی موجودگی میں ہر دو فریق کا مندرجہ بالا استدلال اور بھی شرمناک نظر آتا ہے۔ کیا اہل پیغام بتلائیں گے۔ کہ ان کا ان مکروہ حرکات سے کیا مقصد ہے۔ کیا وہ ان طریقوں سے حق کو باطل کر دکھائینگے۔ حاشا و کلا۔

منشی حبیب اللہ امرتسری نے میرے خط کے جواب میں لکھا:-

"جو کچھ آپ نے استفسار فرمایا ہے۔ اس کے جواب میں گذارش یہ ہے۔ کہ میں نے خود پرچہ الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ حکیم مرہم عیسےٰ صاحب لاہوری کے رسالہ "البلاغ" (مطبوعہ ۱۹۲۰ء مطبع شاہ الحمیدیہ مدراس) کے صفحہ ۱۳ اور اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۵ کالم ۱ سے یہ عبارت نقل کی گئی تھی"

اس جواب سے جہاں "اہلحدیث" کے مایۂ ناز مضمون نویس کی دیانتداری کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں اس کی احمدیہ لٹریچر کے متعلق علمی بضاعت کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے۔ دوسروں کی کاسہ لیسی سے مضامین لکھنا فن صحافت پر داغ لگاتا ہے۔ کیا منشی صاحب جو محض حوالہ کی معمولی غلطی کو بھی "جھوٹ" بیان کیا کرتے ہیں۔ اپنے اس مکروہ فعل پر نادم ہونگے؟ اور آئندہ کے لئے منکرین خلافت کے بیان کی بناء پر طومار کھڑا نہ کیا کرینگے۔ "تا کہ باز آید پشیمانی" نہ ہو۔ شرافت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ "اہلحدیث" کے صفحات میں بھی اپنے بیان کو شائع کر دیں۔ اہل پیغام سے تو مجھے امید نہیں۔ کہ وہ اس عبارت کو پورے طور پر "پیغام صلح" میں درج کریں۔ کیونکہ ان کی تمام عمارت دھڑام سے گر جائے گی۔ مگر جن لوگوں نے "نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ بھی جائز نہیں" کے مختلف عنوانات کے ماتحت اس ناقص عبارت اور ایڈیٹر پیغام کی "تفسیر القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ" کو پڑھا ہوگا (پیغام ۱۴ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵ ک ۱) وہ ان لوگوں کو کیا کہیں گے۔ والسلام

(خاکسار اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان دار الامان)

عـلـہ مولوی محمد علی صاحب ان معنوں پر غور فرمائیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے بیان کردہ ہیں۔

(اشتہارات)

نیرٹ بہرا عن (رجسٹرڈ)

کم سننے کان بڑوں یا بچوں کے بہنے۔ درد بھاری پن۔ ورم خشکی کھجلی۔ سنسناہٹ آوازیں ہونے۔ پردوں کی کمزوری اور کان کی تمام بیماریوں کی دنیا بھر میں صرف ایک اکسیر اور بے خطا دوا۔ طب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔ تین شیشی ایک ساتھ منگانے پر محصول ڈاک معاف۔ بادشاہی منجن مسوڑوں سے خون جانے۔ درد پانی لگنے اور دانت کی ہر ایک تکلیف پر مجرب دوائی ہمیشہ استعمال کے قابل ہے۔ فی شیشی چار آنہ ۔ دھوکہ بازوں ٹھگوں سے ہشیار مرض ذہنیہ کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیئے۔ پتہ

کان کی دوا۔ طب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یوپی

اپنے دانتوں کی حفاظت کرو

بہشتی ہیرا منجن،

کے استعمال سے دانتوں کا ہلنا۔ درد کرنا۔ گوشت خورے کا لگنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ خون پیپ کا آنا۔ پانی لگنا۔ منہ سے بدبو کا آنا وغیرہ چند روز میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل آرام ہو جائیگا۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت جو فوائد کے لحاظ سے بالکل کم ہے۔ فی شیشی کلاں ۱۲ خورد ۶ قیمت اور محصول ڈاک کیلئے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

سرمہ خاص

جو آنکھوں کی ہر مرض دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ پڑبال آنکھ سے پانی آنا سرخی آنکھ وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مفید ہے۔ اس کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ باوجود اس قدر فوائد کے قیمت بالکل معمولی۔ یعنی فی شیشی کلاں ۱۲ خورد ۶ محصول بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ

چوہدری اللہ بخش مستری ہال بازار امرتسر
رحمان منزل قادیان ضلع گورداسپور

طاقت کی مشہور و معروف دوائی،

سلاجیت خالص

قیمت فی چھٹانک دو روپے بارہ آنے۔ آدھ پاؤ پانچ روپے پاؤ بھر نو روپے معہ محصول ڈاک۔

پتہ

حکیم حاذق علم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی
محلہ قلعہ امرتسر

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج ضلع جھنگ

ہندو خاندان مشترکہ سیوا رام۔ گوردتہ رام بھیم سین۔ لبھو رام بالغان۔ وزیر چند۔ شانتی لعل نابالغان برفاقت سیوا رام ولد لالہ بھیرایا رام بھراڑہ سکنائے گھیانہ ۔ مدعیان

بنام

(۱) غلام شاہ ولد سرور شاہ قریشی سکنہ حویلی بہادر شاہ (۲) پیر شاہ ولد سرور شاہ قریشی سکنہ حویلی بہادر شاہ تحصیل سرگودہا (۳) فاضل شاہ ولد سرور شاہ قریشی سکنہ چک ۱۴۹ تحصیل جھنگ (۴) صاحب شاہ ولد مراد شاہ قریشی سکنہ لائل پور ملازم پولیس لائل پور۔ مدعا علیہم

دعویٰ ۳۹۰/۱ بروئے تمسک

اشتہار بنام غلام شاہ۔ پیر شاہ۔ فاضل شاہ ۔ صاحب شاہ مدعا علیہم مقدمہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعیان عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تعمیل سمن معمولی طریقہ سے مدعا علیہم پر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی برخلاف مدعا علیہم جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۶/۱۱ کو واسطے جوابدہی مقدمہ حاضر عدالت ہذا ہو جائیں اگر حاضر نہ ہونگے۔ تو ان کے برخلاف کارروائی ضابطہ کیجائے گی۔

۲۰ ۲۶/۸ مہر عدالت دستخط حاکم

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

آنے والی تعطیلات دسہرہ کے لئے تمام نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۹ لغایت ۱۶ اکتوبر (بشمول ہر دو تاریخہائے مذکور) سو میل سے زیادہ سفر کے لئے بشرح ذیل ایسے واپسی ٹکٹ فروخت کئے جائیں گے۔ جو ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء تک کار آمد ہو سکیں گے۔

اول و دوم درجہ — ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا ایک ثلث۔

درمیانہ درجہ — ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا نصف۔ سوائے کالکا شملہ سیکشن کے کہ اس میں ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا ایک ثلث چارج کیا جائے گا۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور۔ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۲۶ء

دی۔ ایچ۔ بوتھ برائے ایجنٹ

امرت دھارا مرہم

ہر گھر میں ضروری ہے

مشہور عالم دوائی امرت دھارا کے ساتھ کئی زخموں کو آرام دینے والی اعلیٰ ادویات کو ملا کر بنائی گئی ہے۔ جس سے داد اور پھنسیوں۔ داد چنبل۔ خارش خشک و تر وغیرہ سے جسم کو صاف کرتی ہے۔ تمام پھوڑوں و زخموں حتیٰ کہ آتشک تک کے زخموں پیپ دار گہرے زخموں۔ اور بواسیر کے زخموں کی درد کو دور کرتی ہے اور ان کو فوراً بھر لاتی ہے۔ یہ سانپ۔ بچھو بھڑ مکھی وغیرہ کے زہریلے ڈنگ کی درد۔ ورم کو دور کرتی ہے۔ چاقو وغیرہ کے زخم کے خون بہنے و درد آگ وغیرہ کے جلنے۔ درد اعصاب۔ سوزش۔ خارش وغیرہ سب کو اکسیر ہے!

دنیا میں سب سے بہتر جلدی دوائی ثابت ہوئی ہے

اس میں کوئی چربی نہیں جیسا کہ عام مرہموں میں ہوتی ہے اس قدر مختلف حالتوں میں یہ استعمال ہو سکتی ہے کہ کبھی کوئی گھر اس سے خالی نہیں رہنا چاہیئے!

قیمت فی ڈبیہ صرف ایک روپیہ ۱؎

منیجر امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ

اگر آپ بے کار ہیں یا تنخواہ کم ہے۔ گذارہ نہیں ہوتا ہے۔ یا دوکان میں ترقی دینا چاہتے ہیں۔ تو سی۔ پی۔ اسٹور عبید اللہ گنج، جی۔ آئی پی ریلوے کو لکھیئے۔

(الاشتہار)

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق دوائیں،

جناب مینیجر صاحب الفضل لکھتے ہیں کہ "موتی دانت پوڈر۔ اکسیر معدہ۔ موتی سرمہ کا تجربہ میں نے کیا ہے۔ یہ ادویہ مفید پائی گئی ہیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے کہ مینیجر نور اینڈ سنز کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے جبتک مختلف آدمیوں پر اسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کرلیں" (الفضل ۲۹ رجون ۱۹۲۶ء)

مجھے صرف موتی سرمہ رجسٹرڈ سے آرام آیا

جناب منشی فخر الدین صاحب ملتانی مالک کتاب گھر قادیان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے بدقسمتی سے ککروں کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ عام مختلف ادویات استعمال کیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ حسن اتفاق سے میں نے اپنے قدیم عنایت فرما جناب شیخ محمد یوسف صاحب سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے اپنا تیار کردہ موتیوں کا سرمہ عنایت کیا۔ جس کو میں نے ان کی ہدایت کے مطابق استعمال کیا۔ دو چار روز میں ہی وہ شکایت دور ہو گئی۔ اس کیلئے میں شیخ صاحب کو علاوہ شکریہ کے خاص اس کامیابی پر مبارکبادی دیتا ہوں"۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔ جہاں اور دوائیں ناکام ثابت ہوئیں وہاں موتی سرمہ نے فوراً مسیحائی اثر دکھلایا۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو آپ آج سے ہی موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دیں۔ جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اور نور بصارت کو تیز کرنے کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔

اکسیر البدن رجسٹرڈ پہلے جس قدر دوا تیار ہوئی تھی۔ وہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ اڑ گئی۔ اب نئی تیار ہو گی۔ خواہشمند احباب جلد اپنا نام رجسٹرڈ کرالیں۔ ورنہ بعد میں دوبارہ تیار ہونے تک منتظر رہنا پڑے گا۔ کیونکہ بوجہ قیمتی اشیاء کے کم مقدار میں تیار کی جاتی ہے۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ کمزور پٹھوں کو مضبوط بنانا صرف اسی دوا کا کام ہے۔ گویا ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے۔ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ایک حکیم کی شہادت:۔ جناب حکیم پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں۔ کہ یہ دوا مجھے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اعصابی کمزوری دور ہو کر جاتا رہا۔ نزلہ کی شکایت دور اور سستی کافور ہو گئی۔ بھوک کھل گئی۔ میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ کہ بیشک یہ دوا ہر مرد و عورت پیر و جوان کیلئے مفید ہے"

اکسیر معدہ:۔ یہ کون نہیں جانتا کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ درد شکم۔ اپھارہ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑ گڑانا۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ ترش ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ ہیضہ۔ پیچش۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا وغیرہ ہوتا ہے۔ اکسیر معدہ نہ صرف ان عوارض کو ہی دور کرتی ہے۔ بلکہ ہاضمہ کو تیز۔ بھوک کو بڑھاتی۔ معدہ کو طاقت دیتی اور رنگ کو نکھارتی ہے۔ قیمت فی شیشی صرف دو روپے علاوہ محصول۔

موتی دانت پوڈر رجسٹرڈ:۔ سب اطباء اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ گندہ منہ اور میلے دانت ہزارہا بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو مقدم و ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج سے ہی موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دیں۔ جو دانتوں کی کل بیماریوں مثلاً گوشت خورہ، خون یا پیپ کا آنا۔ میل جمنی۔ یا ٹھنڈا گرم اور منہ سے پانی آنے وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناتا۔ اور موتیوں جیسا چمکاتا۔ بدبو دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔ محصول علاوہ۔

جناب مینیجر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شہادت:۔ جناب مولانا محمد الدین صاحب بی اے سابق مسلم مشنری امریکہ حال مینیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا بہت مفید پایا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف کرنے کے یہ مسوڑوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔ میرے ایک دانت میں درد تھی۔ بہت حد تک تخفیف ہو گئی۔"

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ولایت کی نئی کاریگری

ایک دن میں تین شکلیں بدلنے والی

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں،

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانسو روپیہ کی چوڑیاں ہوں اگر ان کے سامنے رکھ دو۔ پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سنار بھی پہچان نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں۔ جہاں دکھایئے۔ انہیں کوئی دو سو روپے سے کم نہیں بتا سکتا۔ کٹا تو۔ تپاؤ۔ کسوٹی پر لگاؤ۔ سونے ہی کا کس آئیگا۔ ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز معلوم ہوتی ہے۔ دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں۔

تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہے۔ اور سب الگ ہو جائیں۔

تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں اگر عورتوں میں بیٹھیں۔ تو وہ عورتیں جو رات دن سونا چاندی پہنتی ہیں۔ انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائیں گی۔ اور کہیں گی ہمیں بھی منگا دو۔ سب کی نظر ان پر نہ پڑے۔ تو بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ملمع وغیرہ نہیں جو اتر جائے۔ قیمت ایک سیٹ بارہ چوڑیوں کا دام ۱۲؍ چار سیٹ کے خریدار کو ایک سیٹ مفت۔ فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے محصولڈاک علاوہ۔

ایس۔ اے۔ اصغر اینڈ کو۔ ٹیا محل دہلی

BEST AND CHEAPEST FOUNTAIN PENS

بلحاظ قیمت خوبصورتی و پائداری

بہترین قسم کے جرمن تاریبیرڈ فونٹین قلم،

جو حال ہی میں بہت بڑی تعداد منگوائے جانیکے باعث نہایت سستے دیئے جائینگے۔ تاجر پیشہ احباب اور طلباء و اساتذہ صاحبان ان کی فروخت سے کافی منافع اٹھا سکتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان قیمتوں پر ایسا مال شاید ہی کہیں سے دستیاب ہو سکے۔ ورنہ ایسی قسم کی قلمیں بعض دیگر تجارتی فرمیں ۸؍ ۲ و ۱۲؍ ۳ اور ۸؍ ۳ روپیہ تک فروخت کرتی ہیں۔ حسب ذیل قیمتوں پر

گلوب ٹریڈنگ ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے طلب فرمائیں

قسم خاص نہایت خوشنما و مضبوط بڑا سائز فی قلم ۔۔ درجن یا اس سے زائد کے لئے ۔۔

نمبر اوّل موزوں درمیانہ سائز اور بہت خوبصورت فی قلم ۱۲؍ درجن یا اس سے زائد کے لئے ۔۔

نمبر دوم۔ چھوٹا سائز۔ دلکش۔ عورتوں اور بچوں کیلئے نادر تحفہ فی قلم ۸؍ درجن یا اس سے زائد کیلئے ۔۔

نوٹ:۔ تمام قلموں کے نب ۱۴ کیرٹ گولڈ پلیٹڈ ہیں۔ اور ہر ایک قلم نہایت خوبصورت و خوشنما ڈبہ میں مع دوائی ڈالنے کے ڈراپر اور ہدایات استعمال کے دیا جاتا ہے۔ قیمت بہت کم ہے ضرور طلب کریں۔ اور اس سفر و حضر میں کار آمد و مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں۔

ممالک غیر کی خبریں

اتھنز - ۲۴ر اگست - یونان کا سابق فرمانروا جرنیل پنگلاس الجینا میں بطور اسیر رہے گا - جرنیل پنگلاس نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا - کہ جب سے میں گرفتار ہوا ہوں مجھے تنہائی میں رکھا گیا ہے - اس لئے مجھے کچھ معلوم نہیں - میرے خلاف جس قدر الزامات ہیں - ان کے متعلق تحقیقات کی جائے - امیر البحر کونڈوریانس نے عذرات منظور کر لئے ہیں +

لنڈن ۲۵ر اگست - روس اپنی ہوائی طاقت کے لحاظ سے اول درجے کی طاقت شمار ہوتا ہے - اس کے پاس بارہ سو سے پندرہ سو ہوائی جہازوں کا ذخیرہ رہتا ہے - گذشتہ سال چالیس لاکھ پونڈ ہوائی طاقت کی تعمیر و تحقیقات کے لئے تقسیم کئے گئے تھے - انہی حقائق کے پیش نظر "مارننگ پوسٹ" نے اعلان کیا ہے کہ اگر افغانستان پر سوویٹ روس کا اثر پڑ گیا - تو ہندوستان خطرے میں پڑ جائے گا - اور خصوصاً جب کہ ماسکو سے کابل تک - خرکور - باکو اور ترمذ کے رستے جانا ممکن ہے +

رگبی - ۲۵ر اگست - دو سو چہتر آدمیوں کی ایک جماعت جس میں وہ سپاہی اور ان سپاہیوں کے اعزا شامل ہیں جو گیلی پولی کی جنگ میں لڑے تھے، جزیرہ نمائے مذکور کی زیارت کے لئے آج لنڈن سے روانہ ہوئی ہے - یہ لوگ اپنے ہمراہ تقریباً اسی ہار قبروں پر چڑھانے کے لئے لے جا رہے ہیں - ان میں سے ایک ایسا ہے - جو اس جگہ سمندر میں ڈال دیا جائے گا - جہاں بہت سے ملاح غرق ہوئے تھے - چناک قلعہ میں جو قبرستان ہے - وہاں بھی ایک ہار چڑھایا جائے گا +

پیرس ۲۵ر اگست - فرانسیسی ہواباز بلندی پر پرواز کرنے میں دنیا بھر کے ہوابازوں پر سبقت لے گئے ہیں - ۴۴ منٹ میں وہ ۱۳۳۲۴ فٹ کی بلندی پر پہنچ گئے - آخری تین سو گز کے صعود میں بیس منٹ سے زائد وقت صرف ہوگا +

لنڈن - ۲۵ر اگست - ٹائمز کا نامہ نگار ریگا سے لکھتا ہے - کہ حکومت سوویٹ نے پہلے تو یہ فرمان جاری کیا تھا - کہ ثانوی مدارس کے تمام طلباء روسی سپاہ میں افسری کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے جنگی تعلیم و تربیت حاصل کریں - اب ایک دوسرے حکم سے یہی فرض طالبات دینی لڑکیوں پر بھی عائد کر دیا گیا ہے - جن کے لئے حکم ہے - کہ وہ بھی مردوں کی طرح کیمپ قائم کریں - اور قواعد سیکھیں - ان کے لئے یہ ضروری نہیں - کہ وہ کوئی فوجی عہدہ حاصل کریں - بلکہ ضرورت اس کی ہے - کہ زمانہ جنگ میں حلقوں کے پیچھے خبر رسانی کی خدمات انجام دیں +

قسطنطنیہ ۲۴ر اگست - انگورہ کا ایک پیام مظہر ہے - کہ جاوید بک، عظیم بک - ناٹش بک اور حلمی بک کو پھانسی کی سزا کا حکم سنا دیا گیا - ۲۷ر کی شب میں انہیں انگورا میں دیدہ کے جیل خانہ میں پھانسی دیدی گئی +

انجمن اتحاد ترقی کے پانچ اور ارکان کی کا جس میں رؤف بک اور رحمی بک بھی شامل ہیں سزا کا حکم سنا دیا گیا - ان لوگوں کو ہمیشہ کے لئے ترکی کا داخلہ ممنوع کر دیا گیا ہے - بقیہ ماخوذین رہا ہو گئے +

پیکن ۵ر اگست - ہاربین سے آئی ہوئی ایک اطلاع مظہر ہے - کہ جنرل چانگیوبین نے بذریعہ تار یہ حکم جاری کر دیا ہے - کہ مشرقی چین کی ریلوے کا جو دریائی بیڑہ ہے - اس پر فوراً قبضہ کر لیا جائے - سول گورنر کے حکم سے ریلوے کا محکمہ تعلیم بھی توڑ دیا گیا ہے - ناظرین کو یاد ہوگا - کہ کچھ عرصہ ہوا چین و روس کے درمیان مشرقی چینی ریلوے کے متعلق جس کی مالک حکومت سوویٹ ہے - بہت کچھ جھگڑا ہوا تھا - ہنڈ اجانگنولین کے ان احکام کو دیکھتے ہوئے خیال گذرتا ہے - کہ کوئی نیا گل کھلنے والا ہے اور لوگوں کا خیال ہے - کہ چین و روس میں بہت جلد تصادم ہو جائیگا

ہندوستان کی خبریں

بلدیہ دہلی نے فیصلہ کیا ہے - کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو دو سو روپیہ ماہوار گرانٹ دی جائے +

نوکھالی - ۲۶ر اگست - آج ایک کشتی ہاتیہ سے نوکھالی جا رہی تھی - جس پر تقریباً سو آدمی سوار تھے - وہ راستہ میں "انگلیچر" کے قریب الٹ گئی - صرف چھ مسلمان کاشتکار صحیح و سلامت نوکھالی پہنچے ہیں - مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی +

دہلی ۲۸ر اگست - کل شام کو پانچ چھ بجے کے قریب چاندنی چوک میں ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہو گئی - پنجاب نیشنل بنک کا ایک چپراسی اندر نامی کسی مسلمان کے پاس جس کا حساب کتاب تھا ایک بل کا روپیہ لینے کے لئے گیا - آپس کی تکرار نے بڑھ کر فرقہ وارانہ لڑائی کی صورت اختیار کر لی - اور آزادانہ لڑائی شروع ہو گئی - جس میں لاٹھیاں اور اینٹیں بلا تکلف استعمال کی گئیں - اور طرفین کے کئی آدمی زخمی ہوئے - پولیس موقعہ پر پہونچی اور لڑنے والوں کو علیحدہ کیا - خیالات میں کشیدگی موجود ہونے کی وجہ سے چاندنی چوک، نئی سڑک اور کھاری روٹی کی دوکانیں فوراً بند کر دی گئیں - امن قائم کرنے کے لئے مسلح موٹریں بلالی گئیں - لاٹھیاں لے کر نکلنے اور پانچ سے زیادہ اشخاص کے یکجا جمع ہونے کی ممانعت کے احکام جاری کر دیئے گئے - اس وقت تک ۲۵ ہندو اور ۲۲ مسلمان ہسپتال میں داخل ہوئے +

شملہ ۲۸ر اگست - ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ ریاستہائے شمالی شان کی ایک کان میں پہاڑی کے ٹکڑوں کے کٹ کر گر جانے کی وجہ سے حادثہ ہوا - جس سے ۷۰ مزدوروں کے مکانات تباہ ہو گئے - اب تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں - ان سے ظاہر ہوتا ہے - کہ بیس نعشیں اور چوبیس زخمیوں کو نکالا جا سکا ہے -

غازی پور ۲۶ر اگست :- مسٹر آر - او - ڈگلن کلکٹر غازی پور ڈسٹرکٹ ممبر انڈین سول سروس کی لاش کی ہندو رسوم کے مطابق جلائی گئی - آپ ہیضے کا شکار ہوئے تھے - اور گو وہ انگریز تھے - لیکن وہ مرتے وقت یہ وصیت کر گئے تھے - کہ میری تجہیز و تکفین ہندو رسوم کی مطابق ہو +

بیکانیر کے قریب گوسیاسر قصبہ میں ایک شخص کنو نام کا رہتا ہے - اس کی عمر اس وقت ۱۱۲ سال کی ہے - دو سال پہلے اس کے تمام بال سفید تھے - لیکن اب پھر سیاہ ہو گئے ہیں - نیز اس کے دانت اس قدر مضبوط ہیں - کہ وہ ہر ایک چیز کو چبا کر کھا سکتا ہے +

مدراس ۲۴ر اگست - اینگلو انڈین عیسائیوں کی نمائندگی مدراس کونسل میں کرنے کے لئے مسز بائن انجیلو امیدوار ہیں - خاتون موصوفہ اس وقت مدراس کارپوریشن کی امیدوار ہیں +

شملہ - ۲۵ اگست - آج جمعیتہ مقننہ سر الگزینڈر ڈمین کے مسودہ قانون پر دلچسپ بحث و تمحیص میں مصروف رہی - اس قانون کا مطلب یہ ہے - کہ جس طرح زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) تعزیرات ہند باغیانہ مضامین ضبط کئے جاتے ہیں - اسی طرح دفعہ مذکورہ کی تحت اشتعال انگیز مضامین بھی ضبط کئے جائیں - ایک درجن سے زیادہ مختلف اعتقادات ارکان نے اس بحث میں حصہ لیا - قانون کے اصول سے تو آراء عملاً متفق تھیں - کہ جن اشتعال انگیز مضامین نے نقصان پہونچایا ہے - آیندہ ان کی روک تھام ہونی چاہیئے +

سر ہری سنگھ گور نے خطرہ ظاہر کیا - کہ یہ قانون قانون مطابع کی دفعات کو پھر قائم کر رہا ہے - آپ نے تحریک کی کہ اس قانون کے مسودہ کے متعلق رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اس کی اشاعت کی جائے - لیکن اس تحریک کی کسی نے تائید نہیں کی +

مسٹر کے ماسی رائے نے تحریک کی - کہ یہ قانون ایک منتخبہ مجلس کے سپرد کر دیا جائے - تاکہ اس قانون کے ناجائز استعمال اور خرابیوں کے متعلق احتیاطی پہلوؤں پر غور کیا جا سکے - آپ چاہتے تھے - کہ اس قانون کا نفاذ دو سال تک کے لئے محدود کر دیا جائے - اور مناسب عدالتی کارروائی اور فیصلہ کے بعد قابل اعتراض مضامین پر اس کی دفعات نافذ ہوں - لالہ لاجپت رائے - مسٹر رنگاچاریہ - سر سیوا سوامی آئر، پنڈت مالویہ - راجہ غضنفر علی اور مسٹر جینا نے تائید کی +

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)